

بِوَقْعٍ، تَحْفَظُ سُنَّتَ الْفَرَسِ
نَشْرُوتِ اِسْتِثَام، مَجْمُوعَتِ عُلَمَاءِ هِنْد

عِلْمِ حَدِيثِ مِلّ

امام ابو حنيفہ کا مقام و مرتبہ

از

حبیب الرحمن اعظمی

استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعۃ علماء ہند

آبھادر شاہ ظفر بازار گنجی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۰ (۱۱۰۰۰۰)

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی جلالتِ قدر و عظمتِ شان کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ تابعیت کے عظیم دینی اور روحانی شرف کے حامل ہیں امام ابو حنیفہؒ کی یہ ایسی فضیلت ہے جس نے انہیں اپنے معاصر۔۔۔ فقہاءِ محدثین میں اسنادِ عالی کی حیثیت سے ممتاز کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

”إنه أدرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بنها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام، والحماديين بالبصرة، والثوري بالكوفة و مالك بالمدينة المشرفة، والليث بن سعد بمصر“ (۱)

امام ابو حنیفہ نے اپنی پیدائش سن ۸۰ء کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے جو کوفہ میں تھے اس لیے وہ تابعین کے طبقہ میں ہیں، اور یہ شرف ان کے معاصر محدثین و فقہاء جیسے شام میں امام اوزاعی، بصرہ میں امام حماد بن سلمہ، امام حماد بن زید، کوفہ میں امام سفیان ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور بصرہ میں امام لیث بن سعد کو حاصل نہیں ہو سکا۔

حافظ الدین امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ کی تابعیت کو بطریقِ دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے الفاظ ملاحظہ کیجئے!

أدرك الإمام أبو حنيفة جماعة من الصحابة لأنه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن أبي أوفى فإنه مات بعد ذلك بالاتفاق، وبالبصرة يومئذ أنس بن مالك ومات سنة تسعين أو بعدها، وقد أورد

ابن سعد بسند لا بأس به أن أبا حنيفة رأى أنساً وكان غير هذين في الصحابة بعده من البلاد أحياء۔

وقد جمع بعضهم جزأفهما ورد من رواية أبي حنيفة عن الصحابة لكن لا يخلو أسنادها من ضعف والمعتمد على أدراكه مات قدم وعلى رويته لبعض الصحابة ما أورده ابن سعد في الطبقات، فهو بهذا الاعتبار من طبقه التابعين (۱)

امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے کیونکہ ان کی وفات بالاتفاق ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے، اور ان دونوں بصرہ میں انس بن مالک موجود تھے اس لیے کہ ان کی وفات ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے اور ابن سعد نے اسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے بیان کیا کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، نیز ان دونوں اصحاب کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقید حیات تھے اور بعض علماء نے امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کو ایک خاص جلد میں جمع کیا ہے لیکن ان کی سندیں ضعف سے خالی نہیں ہیں، امام ابو حنیفہ کا صحابہ کے زمانے کو پانے کے متعلق قابل اعتماد بات وہی ہے جو گزر چکی ہے اور بعض صحابہ کو دیکھنے کے بارے میں قابل اعتماد بات وہ ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے لہذا اس اعتبار سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعین کے طبقہ میں سے ہیں الخ۔

علامہ بیہقی مکی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ امام دارقطنی، حافظ ابو نعیم اصبہانی، حافظ ابن عبد البر، امام خطیب بغدادی، ابن الجوزی، امام سمعانی، حافظ عبد الغنی مقدسی، سبط ابن الجوزی، حافظ زین الدین عراقی، ولی الدین عراقی ابن الوزیر یمانی، وغیرہ ائمہ حدیث نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ کی تابعیت کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

طلب حدیث کے لیے اسفار

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ و کلام کے علاوہ بطور خاص حدیث پاک کی تعلیم و تحصیل کی تھی اور اس کے لئے حضرات محدثین کی روش کے مطابق اسفار بھی کئے چنانچہ امام ذہبی جو رجال علم و فن کے احوال و کوائف کی معلومات میں ایک امتیازی شان کے مالک ہیں اپنی مشہور اور انتہائی مفید تصنیف ”سیر اعلام النبلاء“ میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں و عنی بطلب الآثار و ارتحل فی ذالک (۱) ”امام صاحب نے طلب حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی اور اس کے لئے اسفار کئے۔ مزید یہ بھی لکھتے ہیں:-

ان الامام اباحنیفہ طلب الحدیث و اکثر منه سنة مئة و بعدها (۲)
امام ابو حنیفہؒ نے حدیث کی تحصیل کی بالخصوص ۱۰۰ سالہ اور اس کے بعد کے زمانہ میں اس اخذ و طلب میں بہت زیادہ سعی کی۔

امام ذہبی کے بیان ”وارتحل فی ذالک“ کی قدر رے تفصیل صدر الائمہ موفق بن احمد مکیؒ نے اپنی مشہور جامع کتاب ”مناقب الامام الاعظم میں ذکر کی ہے۔ وہ لکھتے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوئی نے طلب علم میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ کا سفر کیا تھا اور اکثر سال، سال بھر کے قریب قیام رہتا تھا۔“ (۳)

اس زمانے میں سفر حج ہی افادہ و استفادہ کا ایک بڑا ذریعہ تھا کیونکہ بلاد اسلامیہ کے گوشہ گوشہ سے ارباب فضل و کمال حرمین شریفین میں آکر جمع ہوتے تھے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ امام ابو الحسن مرغینانی نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے پچپن حج کئے تھے۔ اور یہ تاریخ اسلام میں کوئی عجیب بات نہیں کہ اسے مبالغہ آمیز تصور کیا جائے کیونکہ متعدد شخصیتوں کے نام پیش کئے جاسکتے ہیں جن کی حج کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے چنانچہ امام ابن ماجہ کے شیخ علی بن منذر نے اٹھاون حج کئے تھے اور ان میں اکثر پاپیادہ ہی تھے، (۱) محدث سعید بن سلیمان ابو عثمان واسطی نے

ساتھ حج کئے تھے (۲) اور حافظ عبد القادر قرشی نے جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ میں امام سفیان بن عیینہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے ستر حج کئے تھے۔

علاوہ ازیں ۱۳۰ھ سے خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ تک جسکی مدت چھ سال کی ہوتی ہے آپ کا مستقل قیام مکہ معظمہ ہی میں رہا (۳)

ظاہر ہے کہ اس دور کے طریقہ رائج کے مطابق دوران حج اور اس چھ سالہ مستقل قیام کے زمانہ میں آپ نے شیوخ حرمین شریفین اور وار دین و صادرین اصحاب حدیث سے خوب خوب استفادہ کیا ہوگا طلب علم کے اسی والہانہ اشتیاق اور بے پناہ شغف کا ثمرہ ہے کہ آپ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی (۴)۔ پھر ان چار ہزار اساتذہ سے آپ نے کس قدر احادیث حاصل کیں اس کا کچھ اندازہ مشہور امام حدیث حافظ مسعر بن کدام کے اس بیان سے کیا جاسکتا ہے جسے امام ذہبی نے ”مناقب امام ابی حنیفہ و صاحبیہ“ میں نقل کیا ہے۔

علم حدیث میں مہارت و امامت

امام مسعر بن کدام جو اکابر حفاظ حدیث میں ہیں امام صاحب کی جلالت شان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

طلبت مع ابی حنیفہ الحدیث فغلبننا ، و احدثنا فی الزہد فبرع علینا و طلبنا معہ الفقہ فجاء ماترون حوالہ تلخیص (۵)

”میں نے امام ابو حنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ

ہم پر غالب رہے اور زہد و پرہیزگاری میں مصروف ہوئے تو اس میں بھی وہ

فائق رہے اور فقہ ان کے ساتھ شروع کی تو تم دیکھتے ہو کہ اس فن میں کمالات

کے کیسے جوہر دکھائے۔“

(۱) سنن ابن ماجہ باب صید المکلب = (۲) مناقب امام احمد از ابن الجوزی ص ۳۸ = (۳) عقود الجمان از مؤرخ

کبیر و محدث امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی ص ۳۱۲ (۴) عقود الجمان میں امام صالحی نے الباب الرابع فی

ذکر بعض شیوخ کے تحت ۲۴ صفحات میں شیوخ امام اعظم کے اسماء ذکر کئے ہیں۔ (۵) مناقب ذہبی ص ۲۷

یہ مسعر بن کدام وہ بزرگ ہیں جنکے حفظ و اتقان کی بناء امام شعبہ انہیں مصحف کہا کرتے تھے (۱) اور حافظ ابو محمد رامہرمزی نے اصول حدیث کی اولین جامع تصنیف المحذات الفاضل میں لکھا ہے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری میں جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہا کرتے کہ "اذھبنا الی المیزان مسعر" ہم دونوں کو مسعر کے پاس لے چلو جو فن حدیث کے میزان علم ہیں، ذرا غور تو فرمائیے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری دونوں امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں پھر ان دونوں بزرگ کی میزان جس ذات کے بارے میں یہ شہادت دے کہ وہ علم حدیث میں ہم پر فوقیت رکھتی ہے اس شخصیت کا فن حدیث میں پایہ کیا ہوگا۔

مشہور امام تاریخ و حدیث حافظ ابوسعید سمعانی کتاب الانساب میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

اشتغل بطلب العلم و بالغ فیہ حتی حصل لہ مالہم یحصل لغيرہ (۲)
 "امام ابو حنیفہ طلب علم میں مشغول ہوئے تو اس درجہ غایت انہماک کے

ساتھ ہوئے کہ جس قدر علم انہیں حاصل ہوا دوسروں کو نہ ہو سکا۔"

غالباً امام صاحبؒ کے اسی کمال علمی کے اعتراف کے طور پر امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے استاذ حدیث شیخ الاسلام حافظ ابو عبد الرحمن مقری جب امام صاحب سے کوئی حدیث روایت کرتے تو اس الفاظ کے ساتھ روایت کرتے تھے اخبرنا شاہنشاہ ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔ یہ حافظ ابو عبد الرحمن مقری امام ابو حنیفہ کے خاص شاگرد ہیں اور امام صاحب سے نو سو ۹۰۰ حدیثیں سنی ہیں جیسا کہ علامہ کردی مناقب الامام الاعظم (ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ دارۃ المعارف حیدرآباد) میں لکھتے ہیں عبد اللہ بن یزید المقری (ابو عبد الرحمن) سمع من الإمام تسع مائة حدیث (

اسی بات کا اعتراف محدث عظیم حافظ یزید بن ہارون نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

کان ابو حنیفۃ نقیاً، تقیاً، زاهداً عالماً صدوق اللسان احفظ اہل زمانہ (۳)۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی ۱۸۸/۱ = (۲) کتاب الانساب طبع لندن ورق ۱۹۶ = (۳) اخبار ابی حنیفہ اصحابہ زہیری ص ۳۶ =

امام ابو حنیفہ پاکیزہ سیرت، متقی، پرہیزگار، صداقت شعار اور اپنے زمانہ میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

امام ابو حنیفہؒ کے علوم و قرآن و حدیث میں امتیازی تبحر اور وسعت معلومات کا اعتراف امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان نے ان وقیع الفاظ میں کیا ہے۔ اِنہ واللہ لأعلم هذه الامّة بما جاء عن الله ورسوله (۱)

”بخدا ابو حنیفہ اس امت میں خدا اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہو رہے اس کے سب سے بڑے عالم تھے۔“

امام بخاریؒ کے ایک اور استاذ حدیث امام مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔
كان أبو حنيفة زاهداً، عالماً، راغباً في الآخرة صدوق اللسان أحفظ اهل زمانه (۲)

”امام ابو حنیفہ، پرہیزگار، عالم، آخرت کے راغب، بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔“

امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں کثرت معلومات کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ امام صاحب نے حدیث پاک میں اپنی اولین تالیف کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ چنانچہ صدر الائمہ موفق بن احمد کی محدث کبیر امام الائمہ بکر بن محمد زرنجری متوفی ۵۱۳ھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وانتخب ابو حنيفة رحمه الله الآثار من اربعين الف حديث (۳)

”امام ابو حنیفہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔“

پھر اسی کے ساتھ امام حافظ ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری متوفی ۲۹۸ھ کا یہ بیان بھی پیش نظر رکھئے جسے انہوں نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں خود امام اعظم سے بہ سند نقل کیا ہے کہ:

(۱) مقدمہ کتاب التعلیم از مسعود بن شیبہ سندھی بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۶۷ از محقق بیر علامہ محمد عبدالرشید نعمانی (۲) مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ موفق بن احمد مکی (۳) مناقب الامام الاعظم ص ۹۵

عندی صنادیق الحدیث ما أخرجت منهما إلا اليسير الذي يتففع به۔ (۱)
 ”میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان

میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔“

اب خدا ہی کو معلوم ہے کہ ان صندوقوں کی تعداد کیا تھی اور ان میں احادیث کا کس قدر ذخیرہ محفوظ تھا۔ لیکن اس سے اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ والغفران کثیر الحدیث ہیں اور یار لوگوں نے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حدیث کے باب میں امام صاحب تہی دامن تھے اور انہیں صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں یہ ایک بے بنیاد الزام ہے علمی دنیا میں قطعاً غیر معروف اور اوپر ا ہے۔ جو بازاری افسانوں سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

ضروری تنبیہ

اس موقع پر یہ علمی نکتہ پیش نظر رہے کہ یہ چالیس ہزار متون حدیث کا ذکر نہیں بلکہ اسانید کا ذکر ہے پھر اس تعداد میں صحابہ و اکابر تابعین کے آثار و اقوال بھی داخل ہیں کیونکہ سلف کی اصطلاح میں ان سب کے لئے حدیث و اثر کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ امام صاحب کے زمانہ میں احادیث کے طرق و اسانید کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ نہیں تھی بعد کو امام بخاری، امام مسلم وغیرہ کے زمانہ میں سندوں کی یہ تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی کیونکہ ایک شیخ نے کسی حدیث کو مثلاً دس تلامذہ سے بیان کیا تو اب محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ دس سندیں شمار ہونگی اگر اب کتاب الآثار اور مؤطا امام مالک کی احادیث کی تخریج دیگر کتب حدیث کی احادیث سے کریں تو ایک ایک متن کی دسیوں بیسیوں سندیں مل جائیں۔

حافظ ابو نعیم اسنہانی نے مسند ابی حنیفہ میں سند متصل محلی بن نصر صاحب کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

دخلت علی ابی حنیفۃ فی بیت مملوء کتباً فقلت: ما ہذہ؟

قال هذه أحاديث كلها وما حدثت به إلا اليسير الذي ينتفع به (۱)
 ”میں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایسے مکان میں داخل ہوا جو کتابوں سے
 بھرا ہوا تھا۔ میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا یہ سب کتابیں
 حدیث کی ہیں اور میں نے ان سے تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے
 نفع اٹھایا جائے۔“

مشہور محدث ابو مقاتل حفص بن مسلم امام ابوحنیفہؒ کی فقہ و حدیث میں امامت کا
 اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وكان أبو حنيفة إمام الدنيا في زمانه فقها وعلما وورعاً قال: وكان
 أبو حنيفة محنة يعرف به أهل البدع من الجماعة ولقد ضرب بالسياط على
 الدخول في الدنيا لهم فإبي (۲)

امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ میں فقہ و حدیث اور پرہیزگاری میں امام الدنیا تھے
 ۔ ان کی ذات آزمائش تھی جس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت میں فرق و امتیاز
 ہوتا تھا انہیں کوڑوں سے مارا گیا تا کہ وہ دنیا داروں کے ساتھ دنیا میں داخل ہو جائیں
 (کوڑوں کی ضرب برداشت کر لی) مگر دخول دنیا کو قبول نہیں کیا۔

حفص بن مسلم کے قول ”وكان أبو حنيفة محنة يعرف به أهل البدع من
 الجماعة“ (امام ابوحنیفہؒ آزمائش تھے ان کے ذریعہ اہل سنت اور اہل بدعت میں تمیز
 ہوتی تھی) کی وضاحت امام عبدالعزیز ابن ابی رواد کے اس قول سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

أبو حنيفة المحنة من أحب أبا حنيفة فهو سني ومن أبغض فهو مبتدع (۳)
 ”امام ابوحنیفہؒ آزمائش میں ہیں جو امام صاحب سے محبت رکھتا ہے وہ سنی
 ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے۔“

مؤرخ کبیر شیخ محمد بن یوسف صاکی اپنی معتبر، مقبول اور جامع کتاب عقود الجمان

(۱) الانتقاء از حافظ عبدالبر ص ۳۱۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

(۲) اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ از امام صمیری ص ۷۹ (۳) اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ از امام

فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان۔ میں امام صاحب کی عظیم محدثانہ حیثیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعلم رحمک اللہ أن الإمام أبا حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ من کبار حفاظ الحدیث وقد تقدم انه اخذ عن أربعة آلاف شیخ من التابعین وغيرهم وذكره الحافظ الفاقد ابو عبد اللہ الذہبی فی کتابہ الممتع طبقات الحفاظ من المحدثین منهم ولقد اصاب وأجاد، ولولا كثرة اعتنائه بالحدیث ماتهیاله استنباط مسائل الفقه فانه أول من استنبطه من الأدلة ۱۵۱ (۱)

”معلوم ہونا چاہئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں اور اگلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحب چار ہزار شیوخ تابعین وغیرہ سے تحصیل علم کیا ہے اور حافظ ناقد امام ذہبی نے اپنی مفید ترین کتاب تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ محدثین میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے (جو امام صاحب کے حافظ حدیث ہونے کی بڑی پختہ دلیل ہے ان کا یہ انتخاب بہت خوب اور نہایت درست ہے اگر امام صاحب تکثیر حدیث کا مکمل اہتمام نہ کرتے تو مسائل فقہیہ کے استنباط کی استعداد ان میں نہ ہوتی جبکہ دلائل سے مسائل کا استنباط سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے۔“

علم حدیث میں امام صاحب کے اسی بلند مقام و مرتبہ کی بناء پر اکابر محدثین اور ائمہ حفاظ کی جماعت میں عام طور پر امام اعظم کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام المحمّدین ابو عبد اللہ الحاکم اپنی مفید و مشہور کتاب ”معرفۃ علوم الحدیث“ کی انچاسویں^{۳۹} نوع کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

هذه النوع من هذه العلوم معرفة الائمة الثقات المشهورين من التابعين واتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ والذاكرة والتبرك بذكرهم من

”علوم حدیث کی یہ نوع مشرق و مغرب کے تابعین اور اتباع تابعین میں سے مشہور ائمہ ثقافت کی معرفت اور ان کے ذکر میں ہے جن کی بیان کردہ احادیث حفظ و مذاکرہ اور تبرک کی غرض سے جمع کی جاتی ہیں۔“

پھر اس نوع کے تحت بلاد اسلامیہ کے گیارہ علمی مراکز مدینہ، مکہ، مصر، شام، یمن، یمامہ، کوفہ، جزیرہ، بصرہ، واسطہ، خراسان کے مشاہیر ائمہ حدیث کا ذکر کیا ہے

۱۔ محدثین مدینہ میں سے امام محمد بن مسلم زہری، محمد بن المنکدر قرشی، ربیعہ بن ابی عبد الرحمن الرائی، امام مالک بن انس، عبد اللہ بن دینار، عبید اللہ بن عمر بن حفص عمری، عمر بن عبد العزیز، سلمہ بن دینار، جعفر بن محمد الصادق وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ محدثین مکہ میں سے ابراہیم بن میسرہ، اسماعیل بن امیہ، مجاہد بن جبر، عمرو بن دینار، عبد الملک بن جرج، فضیل بن عیاض وغیرہ کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

۳۔ محدثین مصر میں سے عمرو بن الحارث، یزید بن ابی حبیب، عیاش بن عباس القتبانی، عبد الرحمن بن خالد بن مسافر، حیوۃ بن شریح النخعی، رزق بن حکیم الایلی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۔ محدثین شام میں سے عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی، شعیب بن ابی حمزہ الحمصی، رجاء بن حیوۃ الکندی، امام لمحول (الفقیہ) وغیرہ کے اسماء بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ اہل یمن میں سے ہمام بن مدبہ، طاؤس بن کيسان، ضحاک بن فیروز ویلمی، شرییل بن کلیب صنعانی وغیرہ کے نام لئے ہیں۔

۶۔ محدثین یمامہ میں سے یحییٰ بن ابی کثیر، ابوکثیر یزید بن عبد الرحمن النخعی، عبد اللہ بن بدر یمانی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ محدثین کوفہ میں سے عامر بن شراحیل الشعبی، ابراہیم نخعی، ابواسحاق السبئی، عون بن عبد اللہ، موسیٰ بن ابی عائشہ الہمدانی، سعید بن مسروق الثوری، الحکم بن عتیبہ الکندی، حماد بن ابی سلیمان (شیخ امام ابو حنیفہ) منصور بن المعتمر السلمی، زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی،

معمر بن کدام الہبلالی، امام ابو حنیفہ النعمان بن ثابت التیمی، سفیان بن سعید الثوری، الحسن بن صالح بن حی، حمزہ بن حبیب الزیاتی، زفر بن الہذیل (تلمیذ امام ابو حنیفہ) وغیرہ کا نام لیا ہے۔

۸۔ محدثین جزیرہ میں سے میمون بن مہران، کثیر بن مرة حفری، ثور بن یزید ابو خالد الرجبی، زہیر بن معاویہ، خالد بن معدان العابد وغیرہ کے اسماء ذکر کئے ہیں

۹۔ اہل بصرہ کے محدثین میں سے ایوب بن ابی تیمیہ السخثانی معاویہ بن قرۃ مرنی، عبد اللہ بن عون، داؤد بن ابی ہند شعبہ بن الحجاج (امام الجرح والتعدیل) ہشام بن حسان، قتادة بن دعامة سدی، راشد بن کحج تہانی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے

۱۰۔ اہل واسطہ میں سے یحییٰ بن دینار رمانی، ابو خالد یزید بن عبد الرحمن دالانی، عوام بن حوشب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ محدثین خراسان میں عبد الرحمن بن مسلم، عتیہ بن مسلم، ابراہیم بن ادہم الزاہد، محمد بن زیاد وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے (۱)

اس نوع میں امام حاکم نے پانچ سو سے زائد ان ثقات ائمہ حدیث کو ذکر کیا ہے جن کی مرویات محدثین کی اہمیت کی حامل ہیں اور انہیں جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ان ائمہ حدیث میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر ہے کیا اس کے بعد بھی امام صاحب کے حافظ حدیث بلکہ کبار حفاظ حدیث میں ہونے کے بارے میں کسی تردد کی گنجائش رہ جاتی ہے اسی طرح امام ذہبی جو بقول حافظ ابن حجر عسقلانی نقدر جال میں استقراء تام کے مالک تھے۔ اپنی اہم ترین و مفید ترین تصنیف سیر اعلام النبلاء میں امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے تذکرہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے قول ”العلم يدور على ثلاثة مالک، واللیث وابن عیینہ“

(علم حدیث تین بزرگوں امام مالک، امام لیث بن سعد اور امام سفیان بن عیینہ پر دائر ہے) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

قلت بل وعلى سبعة معهم، وهم الاوزاعي، الثوري، وأبو حنيفة، وشعبة،
والحمادان (۱)

میں کہتا ہوں کہ ان تینوں مذکورہ ائمہ حدیث کے ساتھ مزید سات بزرگوں یعنی امام
اوزاعی، امام ثوری، امام معمر امام ابو حنیفہ، امام شعبہ امام حماد اور امام زید پر علم دائر ہے۔
آپ دیکھ رہے ہیں امام ذہبی ان اکابر ائمہ حدیث کے زمرہ میں جن پر علوم
حدیث دائر ہے امام ابو حنیفہ کو بھی شمار کر رہے ہیں امام صاحب کے کبار محدثین کے صف
میں ہونے کی یہ کتنی بڑی اور معتبر شہادت ہے اس کا اندازہ اہل علم کر سکتے ہیں۔
نیز اسی سیر اعلام النبلاء، میں مشہور امام حدیث یحییٰ بن آدم کے تذکرہ میں محمود بن
غیلان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ

”سمعت أبا أسامة يقول كان عمر في زمانه رأس الناس وهو جامع
وكان بعده ابن عباس في زمانه وبعده الشعبي في زمانه وكان بعده سفیان
الثوري و كان بعد الثوري يحيى بن آدم“

محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد میں علم واجتہاد کے اعتبار سے لوگوں کے سردار تھے اور وہ
جامع فضائل تھے۔ اور ان کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں، اور ان
کے بعد امام شعبی اپنے زمانہ میں اور امام شعبی کے بعد سفیان ثوری اپنے زمانہ میں اور ان
کے بعد یحییٰ بن آدم اپنے زمانے میں علم واجتہاد کے امام تھے۔

اس قول کو نقل کرنے کے بعد اس بارے میں اپنی رائے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔
قلت: قد كان يحيى بن آدم من كبار أئمة الاجتهاد، وقد كان عمر كما
قال في زمانه ثم كان علي بن موسى، ومعاذ، وأبو الدرداء، ثم كان بعدهم
في زمانه زيد بن ثابت، وعائشة، وأبو موسى، وأبو هريرة، ثم كان ابن عباس وابن
عمر، ثم علقمة، ومسروق، وأبو إدريس، وابن المسيب، ثم عروة، والشعبي
والحسن، وإبراهيم النخعي، ومجاهد، وطائوس، وعده ثم الزهري وعمر بن

عبدالعزیز، وقتادہ وایوب ثم الأعمش وابن عون وابن جریج وعبدالله بن عمر ثم الأوزاعی وسفیان الثوری، ومعمرو وابو حنیفہ وشعبہ ثم مالک واللیث وحماد بن زید وابن عیینہ ثم ابن المبارک ویحیی القطان ووکیع وعبدالرحمن وابن وهب، ثم یحیی بن آدم وعفان والشافعی وطائفة ثم أحمد وأسحاق ابو عبیدہ علی المدینی وابن معین ثم ابو محمد الدارمی ومحمد بن اسماعیل البخاری وآخرون من ائمة العلم والاجتهاد۔ (۱)

میں کہتا ہو یقیناً یہی بن آدم کبار ائمہ اجتہاد میں سے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلاشبہ اپنے زمانہ میں علم واجتہاد میں سر تاج مسلمین تھے پھر ان کے بعد حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل ابودرداء رضی اللہ عنہم کا مرتبہ ہے، ان حضرات کے بعد زید بن ثابت عائشہ صدیقہ ابوموسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا علم واجتہاد میں مرتبہ تھا، ان حضرات کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا مقام تھا پھر ان حضرات صحابہ کے بعد علقمہ، مسروق، ابودریس خولانی اور سعید بن المسیب کا درجہ تھا پھر عروہ بن زبیر، امام شعبی، حسن بصری، ابراہیم نخعی، مجاہد، طاؤس وغیرہ تھے پھر ابن شہاب زہری، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ، ایوب سختیانی کا مرتبہ تھا پھر امام اعمش، ابن عون، ابن جریج، عبید اللہ بن عمر کا درجہ تھا پھر امام اوزاعی، سفیان ثوری، معمر، امام ابوحنیفہ اور شعبہ بن حجاج کا مقام و مرتبہ تھا پھر امام مالک، لیث بن سعد، حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ تھے، پھر عبداللہ بن مبارک، یحیی بن سعید قطان، وکیع بن جراح، عبدالرحمن بن مہدی، عبداللہ بن وہب تھے پھر یحیی بن آدم، عفان بن مسلم، امام شافعی وغیرہ تھے پھر امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، ابو عبیدہ علی بن المدینی اور یحیی بن معین تھے پھر ابو محمد دارمی، امام بخاری اور دیگر ائمہ علم واجتہاد اپنے زمانہ میں تھے۔

اس موقع پر بھی امام ذہبی نے اکابر ائمہ حدیث کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ امام ذہبی کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ان اکابر کے ہم پایہ ہیں۔

یہ اکابر محدثین یعنی امام مسعر بن کدام، امام ابوسعید سمعانی، حافظ حدیث یزید بن ہارون، استاد امام بخاری مکی بن ابراہیم ابو مقاتل، امام عبدالعزیز بن رداد، مؤرخ کبیر المحمّد بن محمد بن یوسف صاکی، امام المحمّد بن ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری امام ذہبی وغیرہ بیک زبان شہادت دے رہے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ اپنے عہد کے حفاظ حدیث میں امتیازی شان کے مالک تھے ان اکابر متقدمین و متأخرین علمائے حدیث کے علاوہ امام ابن تیمیہ، ان کے مشہور تلمیذ ابن القیم وغیرہ حفاظ حدیث بھی امام صاحب کو کثیر الحدیث ہی نہیں بلکہ اکابر حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار انہیں مذکورہ ائمہ حدیث وفقہ کی نقول پر اکتفا کیا گیا ہے امام اعظم کی مدح و توصیف کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ امام حافظ عبدالبر اندکی مالکی اپنی انتہائی وقیع کتاب "الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقہاء" میں سرسجھا اکابر محدثین وفقہاء کے اسماء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وکل هؤلاء اثنوا عليه ومدحوه بألفاظ مختلفة (۱)

ان سارے بزرگوں نے مختلف الفاظ میں امام ابو حنیفہ کی مدح و ثنا کی ہے امام صاحب کے بارے میں تاریخ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں کے اقوال کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس صحیح حدیث کی روشنی میں دیکھئے خادم رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ:

مرّوا بجنّازة فاثنوا عليها خیر ا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوجبت فقال عمر ما وجبت ؟ فقال هذا اثنیتم علیہ خیرا فوجبت له الجنة اثم شهداء اللہ فی الارض (متفق علیہ) (۲)

حضرات صحابہ کا ایک جنازہ کے پاس سے گزر ہوا تو ان حضرات نے اس کی خوبیوں کی تعریف کی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اسکے خیر و بھلائی کو بیان کیا لہذا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی تم زمین

میں اللہ کے گواہ ہو۔

اس حدیث پاک کے مطابق یہ اعیان علماء اسلام یعنی محدثین فقہاء، عباد و زبَاد اور اصحابِ امانت و دیانت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی عظمت شان اور دینی امامت کے بارے میں شہداء اللہ فی الارض ہیں اور اللہ کے ان گواہوں کے شہادت کے بعد مزید کسی شہادت کی حاجت نہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر اک کا نصیب یہ بخت رسا کہاں

امام صاحب کی عدالت و ثقاہت

سید الفقہاء، سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علم و فضل اور امامت و شہرت کے جس بلند و بالا مقام پر ہیں، ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمہ جرح و تعدیل کی انفرادی تعدیل و توثیق سے بے نیاز کر دیتی ہے
چنانچہ امام تاج الدین سبکی اصول فقہ پر اپنی مشہور کتاب ”جمع الجوامع“ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا، والشافعي، وأحمد، والسفيانين،
والأوزاعي، وإسحاق بن راهويه، وداود الظاهري، وابن جرير وسائر أئمة
المسلمين على هدى من الله في العقائد وغيرها ولا التفات إلى من تكلم
فيهم بما هم بريئون منه فقد كانوا من العلوم الدنيّة والمواهب الالهية
والاستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة
والحلاّلة بالمحل لا بسامى - (۱)

ہمارا اعتقاد ہے کہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ،
اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داؤد ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین عقائد

واعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں کیونکہ یہ حضرات علوم لدنی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت، اور دین و پرہیزگاری، عبادت و زہد نیز بزرگی کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جاسکتا ہے۔

نیز شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی اپنی کتاب اللمع فی اصول الفقہ میں رقم طراز ہیں۔

و حملته أن الراوی لا یخلو إماماً أن یکون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن کانت عدالته معلومة كالصحابه رضی اللہ عنہم أو أفاضل التابعین كالحسن وعطاء والشعبی و النخعی أو أجلاء الأئمة كمالك، وسفيان، وأبی حنيفة، والشافعی، وأحمد، وإسحاق، ومن یحری مجراهم وجب قبول خبره ولم یجب السحت عن عدالته۔ (۱)

”جرح و تعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تہ عدالت معلوم و مشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا، یا وہ مجہول الحال ہوگا (یعنی اس کی عدالت یا فسق معلوم نہیں) تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی یا جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں تو ان کی خبر ضرور قبول کی جائے گی اور ان کی عدالت و توثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی۔“

یہی بات اپنے الفاظ میں حافظ ابن صلاح نے اصول حدیث پر اپنی مشہور و معروف کتاب علوم الحدیث میں تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں

فمن اشتهرت عدالته بین أهل النقل من أهل العلم وشاع كالثناء علیه

بالثقة والأمانة استغنى فيه بذلك عن بينة شاهد بعدالته تنصيصاً (۱)
 ”علمائے اہل نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت و امانت
 میں جس کی تعریف عام ہو اس شہرت کی بناء پر اس کے بارے میں مبرا حثاً
 انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں ہے۔“

حافظ شمس الدین سخاوی ”الجواهر الدر فی ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر“
 میں رقم طراز ہیں:-

وسئل ابن حجر مما ذكره النسائي في ”الضعفاء والمتروكين“ عن أبي
 حنيفة رضي الله عنه ليس بقوي في الحديث وهو كثير الغلط والخطاء على قلة
 روايته وهل هو صحيح؟ وهل وافقه على هذا أحد من أئمة المحدثين أم لا؟
 فأجاب: النسائي من أئمة الحديث والذي قاله إمامنا هو حسب ما ظهر
 له وأداه إليه اجتهاده، وليس كل حديث خضع جميع قوله، وقد وافق النسائي
 على مطلق القول في جماعة من المحدثين، واستوعب الخطيب في ترجمته
 من تاريخه أقاويلهم وفيها ما يقبل وما يرد وقد اعتذر عن الإمام بأنه كان يرى
 أنه لا يحدث إلا بما حفظه منذ سمعه إلى أن أداه، فلهذا قلت الرواية عنه
 وصارت روايته قليلة بالنسبة لذلك، وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية۔

وفي الجملة: ترك الخوض في مثل هذا أولى فإن الإمام وأمثاله ممن
 قفزوا لقنطرة فما صار يؤثر في أحد منهم قول أحد بل هم في الدرجة التي
 رفعهم الله تعالى إليها من كونهم متبوعين يقتدى بهم فليعتمد هذا والله ولي
 التوفيق (۲)

”شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی سے دریافت کیا گیا کہ امام نسائی
 نے اپنی کتاب ”الضعفاء والمتروكين“ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق

(۱) علوم الحديث المعروف بمقدمة ابن صلاح ص ۱۱۵

(۲) بحوالہ اثر الحديث الشريف فی اختلاف الائمة رضي الله عنهم ص ۱۱۶، ۱۱۷ از محقق علامہ محمد عوامہ

جو یہ لکھا ہے کہ ”إِنَّهُ لَيْسَ بِمَقْشُورٍ فِي الْحَدِيثِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَلَطِ وَالْخَطَاءِ عَلَى قَنَةِ رَوَاتِهِ“ (کیا یہ درست ہے اور ائمہ محدثین میں کسی نے اس قول میں انکی موافقت کی ہے؟) تو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جواب دیا۔ نسائی ائمہ حدیث میں ہیں انہوں نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ اپنے علم واجتہاد کے مطابق کہی ہے۔ اور ہر شخص کی ہر بات لائق قبول نہیں ہوتی ائمہ دین کی جماعت میں سے کچھ لوگوں نے اس بات میں نسائی کی موافقت کی ہے اور امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں امام اعظمؒ کے تذکرے میں ان لوگوں کے اقوال کو جمع کر دیا ہے جن میں لائق قبول اور قابل رد دونوں طرح کے اقوال ہیں، امام اعظمؒ کی قلت روایت کے بارے میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ روایت حدیث کے سلسلے میں چونکہ ان کا مسلک یہ تھا کہ اسی حدیث کا نقل کرنا درست ہے جو سننے کے وقت سے بیان کرنے کے وقت تک یاد ہو باب روایت میں اسی کڑی شرط کی بناء پر ان سے منقول روایتیں کم ہوتیں ورنہ وہ فی نفسہ کثیر الروایت ہیں۔“

”بہر حال (امام اعظمؒ کے متعلق) اس طرح کی باتوں میں نہ پڑنا ہی بہتر ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان جیسے ائمہ دین ان لوگوں میں ہیں جو اس بل کو پار کر چکے ہیں (یعنی باب جرح میں ہماری بحث و تحقیق سے بالاتر ہیں) لہذا ان میں کسی کی جرح مؤثر نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کو امامت و مقتداۃ کی جو رفعت و بلندی عطا کی وہ اپنے اسی مقام بلند پر فائز ہیں۔ ان ائمہ حدیث کے متعلق اسی تحقیق پر اعتماد کرو اللہ تعالیٰ ہی توفیق کے مالک ہیں۔“

ان اکابر علماء حدیث و فقہ کی مذکورہ بالا تصریحات اور حدیث و فقہ کے اس مسئلہ اصول کے پیش نظر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق و تعدیل سے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کے انفرادی اقوال پیش کئے جائیں پھر بھی بغرض

فائدہ مزید امام اعظمؒ کی توثیق و تعدیل سے متعلق ذیل میں کچھ ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال درج کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة لا یحدث بالحديث إلا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظ۔ (۱)
 ”محمد بن سعد عوفی کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے وہ اسی حدیث کو بیان کرتے تھے جو انہیں محفوظ ہوتی تھی اور جو حدیث یاد نہ ہوتی بیان نہیں کرتے تھے۔“

۲۔ وقال صالح بن محمد الأسدی الحافظ سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة فی الحديث۔ (۲)
 ”حافظ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔“

۳۔ وقال علی بن المدینی أبو حنیفة روى عنه الثوری، وابن المبارک وحماد بن زید و ہشیم و وکیع بن الجراح و عباد بن العوام و جعفر بن عون و هو ثقة لا بأس به۔ (۳)
 امام بخاری کے استاذ کبیر علی بن المدینی کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم، وکیع بن الجراح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہیں اور وہ ثقہ تھے ان میں کوئی خرابی نہیں تھی۔

۴۔ قال محمد بن اسماعیل سمعت شہابہ بن سوار کان شعبہ حسن الراى فی أبی حنیفة۔ (۴)

(۱) تہذیب الکمال ار حافظ مری ۳۴۰/۱۷ مطبوعہ موسسة الرسالة ۱۴۱۸ھ۔ (۲) ایضاً۔

(۳) جامع بیان العلم و فضلہ ۱۰۸۳/۲۱ ار حافظ ابن عبد البر مطبوعہ دار الجوزیہ طبعہ ثانیہ

۱۴۱۸ھ (۴) الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقہاء ص ۱۹۶ ار حافظ ابن عبد البر مطبوعہ

دار البشائر الاسلامیہ بیروت لطبعہ الاولى ۱۴۱۷ھ۔

شبابہ بن سوار کا بیان ہے کہ امام شعبہ بن الحجاج امام ابو حنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

۵۔ قال عبد اللہ بن أحمد بن ابراہیم الدورقی قال سئل یحییٰ بن معین وانا اسمع عن ابی حنیفۃ فقال: ثقۃ ما سمعت احداً یضعف هذا شعبۃ بن الحجاج بکتاب الیہ ان یحدث ویامرہ وشعبۃ شعبہ (۱)

”عبداللہ دورقی کہتے ہیں یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا وہ ثقہ ہیں میں نے کسی سے اس کی تضعیف نہیں سنی، یہ امام شعبہ ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کو مکتوب لکھا کہ آپ حدیث روایت کیجئے یعنی امام شعبہ نے انہیں حدیث کی روایت کا حکم دیا اور جرح و تعدیل کے فن میں شعبہ کا جو مقام ہے وہ سب کو معلوم ہے“

اس موقع پر بغرض اختصار ائمہ جرح و تعدیل میں سے امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی اور امام شعبہ بن الحجاج کے اقوال پر اکتفاء کیا جا رہا ہے ورنہ ”یقول امام ابن عبدالبر الذہبی رَوَا عَنْ اَبی حَنِيفَةَ وَوَثَّقُوهُ وَانْشَاَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ مِنَ الدِّينِ تَكْلِمًا وَافِيَةً“۔ یعنی امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرنے اور ان کی توثیق و تعریف کرنے والوں کی تعداد ان پر کلام کرنے والوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔

پھر ان مذکورہ ائمہ کا فن جرح و تعدیل میں جو مقام و مرتبہ ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ ان میں سے صرف ایک کی تعدیل کسی کی عدالت کے ثبوت کے لئے کافی سمجھی جاتی ہے۔

امام ابو حنیفہ اور فن جرح و تعدیل

سراج الامت، سید الفقہاء نہ صرف ایک عادل و ضابطہ حافظ حدیث تھے بلکہ ائمہ محدثین کی اس صف میں شامل تھے جو علوم حدیث اور رجال حدیث میں مہارت، نیز ذکاوت و فراست اور عدالت و ثقاہت میں اس معیار پر تھے جن کے فیصلوں پر راویان

حدیث کے مقبول و غیر مقبول ہونے کا مدار ہے۔

چنانچہ الامام الناقد الحافظ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ طبقات
المحدثین کے فن میں اپنی جامع و نافع ترین کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ کے سرورق پر رقم طراز ہیں۔
هذه تذكرة اسماء معدلي حملة العلم النبوي ومن وير جمع إلى
اجتهادهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والتعريف۔ (۱)

”یہ مستقیم السیرت حاملین حدیث اور رجال کی توثیق و تضعیف نیز
حدیث کی تصحیح و تضعیف میں جن کے اجتہاد و رائے کی جانب رجوع کیا جاتا
ہے کے اسماء کا تذکرہ ہے۔“

اور تذکرہ میں امام ذہبی پانچویں طبقہ کے حفاظ حدیث میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا
ہے (۲) جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ذہبی نے (جن کے بارے میں حافظ ابن حجر کا
فیصلہ ہے کہ نقد رجال میں استقرار تام کے مالک ہیں) کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہؒ
کا شمار ان ائمہ حدیث میں ہے جن کے قول سے جرح و تعدیل کے باب میں سند پکڑی
جاتی ہے۔

پھر یہی امام ذہبی اپنے رسالہ ”ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل“
میں لکھتے ہیں۔

فاول من ركني وحرّج عند انقراض عصر الصحابة

۱۔ الشعبي، ۲۔ وابن سيرين ونحوهما حفظ عنهم توثيق أناس وتضعيف
آخرين۔ وسبب قلة الضعفاء قلة متبوعهم من الضعفاء إذاكثر المتبوعين
صحابة عدول واكثرهم من غير الصحابة بل عامتهم ثقات صادقون يعون
ما يرون وهم كبار التابعين..... ثم كان في المائة الثانية في ادائها جماعة من
الضعفاء من ارساط التابعين وصغارهم..... فلما كان عند انقراض عامة
التابعين في حدود الخمسين ومائة تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق
والتضعيف ۳۔ فقال ابو حنيفة ما رايت أكذب من جابر الجعفي الخ۔ (۱)
”عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے خاتمہ کے بعد اولین جرح و تعدیل کرنے

والوں میں امام شعبی اور امام ابن سیرین ہیں ان دونوں بزرگوں سے کچھ لوگوں کی توثیق اور کچھ دوسرے لوگوں کی جرح محفوظ ہے۔ اس عہد میں ضعفاء کی کمی کا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ کے متبعین میں حضرات صحابہ ہیں جو سب کے سب عادل ہی ہیں اور غیر صحابہ میں کبار تابعین ہیں جو عام طور پر ثقہ صادق اور اپنی مرویات کو محفوظ رکھنے والے تھے پھر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اوساط و صغار تابعین میں ضعفاء کی ایک جماعت ہے۔ پھر جب ۱۵۰ھ کے حدود میں اکثر اور عام تابعین ختم ہو گئے تو ناقدین رجال کی ایک جماعت نے توثیق و تضعیف کے باب میں کلام کیا چنانچہ امام ابو حنیفہ نے جابر جعفی پر جرح کرتے ہوئے فرمایا ملزایت اکذب من جابر الجعفی، جابر جعفی سے بڑا جھوٹا میں نے نہیں دیکھا۔

جابر جعفی کے بارے میں امام صاحب کی اس جرح کی بنیاد پر عام طور پر ائمہ رجال نے یہی فیصلہ صادر کیا ہے کہ جابر جعفی کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ امام ترمذی کی کتاب العلل میں امام صاحب کے حوالہ سے جابر جعفی پر جرح نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمود بن غیلان، حدثنا ابو یحییٰ الحماني قال سمعت أبا حنیفہ یقول: ما رأیت أحداً أكذب من جابر الجعفی ولا أفضل من عطاء۔ (۲)
 ”امام ترمذی ناقل ہیں کہ مجھ سے محمود بن غیلان نے اور انہوں نے اپنے شیخ ابو یحییٰ حماني سے نقل کیا کہ میں نے ابو حنیفہ سے کہتے ہوئے سنا کہ جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے افضل میں نے نہیں دیکھا۔“

جرح و تعدیل کے باب میں امام صاحب کے اس قول کی امام ترمذی کے علاوہ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حافظ ابن عدی نے ”الکامل فی الضعفاء“ میں اور حافظ

(۱) اربع رسائل فی علوم الحدیث ص ۱۷۲-۱۷۵ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ الطبعة السادسة ۱۴۱۶ھ بتحقیق علامہ محدث عبدالفتاح ابو غده۔ (۲) جامع ترمذی ۲/۳۳۲ طبع مصر ۱۲۹۲ بحوالہ ابن ماجة اور علم حدیث از محقق علامہ عبدالرشید نعمانی ص ۲۲۹، تہذیب التہذیب ۴۸/۲ (۲) ص ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ مطبوعہ دہلی ۱۸۱۵

ابن عبد البر نے ”جامع بیان العلم وفضلہ“ میں نقل کیا ہے۔

امام بیہقی کتاب القراءات خلف الامام میں لکھتے ہیں۔

”ولو لم یکن فی جرح الجعفی الا قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ لکفاه بہ شرافانہ راہ و تجربہ و سماع منہ ما یوجب تکذیبہ فاخبر بہ۔“ (۱)

”جابر جعفی کی جرح میں اگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ ہی کا قول ہوتا تو بھی اس کے مجروح ہونے کیلئے یہ کافی تھا کیونکہ امام صاحب نے اسے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا تھا اور اس سے ایسی باتیں سنیں جن سے اسکی تکذیب ضروری تھی لہذا انہوں نے اسکی خبر دی“ اور امام ابو محمد علی بن احمد المعروف بہ ابن حزم اپنی مشہور کتاب ”المحلی فی شرح المجلی“ میں لکھتے ہیں۔

جابر الجعفی کذاب و اول من شہد علیہ بالکذب ابو حنیفہ (۲)
جابر جعفی کذاب ہے اور سب سے پہلے جس نے اسکے کاذب ہونے کی شہادت دی وہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

ان نقول سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جرح و تعدیل کے باب میں امام بخاری امام علی بن المدینی استاذ امام بخاری امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید قطان، عبد الرحمن بن مہدی، امام شعبہ وغیرہ ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی طرح امام ابو حنیفہ کے اقوال سے بھی ائمہ حدیث احتجاج و استدلال کرتے ہیں کتب رجال مثلاً تہذیب الکمال از امام مزی، تہذیب التہذیب از امام ذہبی، تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ میں جرح و تعدیل سے متعلق امام صاحب کے دیگر اقوال بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس مختصر مقالہ میں ان سب اقوال کے نقل کی گنجائش نہیں کسی دوسرے موقع پر انشاء اللہ اس اختصار کی تفصیل بھی پیش کر دی جائے گی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی

سید المرسلین وعلی آلہ وأصحابہ واتباعہ أجمعین